رہنا روا تھا تو دوسرے الیکشن میں اس کے زیر اقتدار حصہ لینا کیونکر حرام تھا؟ خصوصاً جبکہ وہ ڈکٹیٹر کی وردی اتار چکا تھا ہمارے خیال میں مولانا فضل الرحمٰن نے ایم۔ایم۔اے سے بغاوت کر کے انتخاب لڑا اور درست سیاسی فیصلہ کیا۔ مولانا موصوف نے اس فیصلہ کے نتیجے میں جو کچھ پایا، اس کا حساب جماعت اسلامی کے پاس ضرور ہوگا۔ ان کی علیحدگی کے بعد ایم۔ایم۔اے ایک ایسی لاش رہ گئی جسے جماعت اسلامی نے دفن کرنا بھی پسند نہ کیا۔ انتخاب کی ہوا چل پڑی ہے تو جماعت اسلامی اس سیاسی مردے کو پھر سے میدان میں کھڑا کرنے کی سعی نامشکور میں لگ گئی ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن کو جال میں واپس لانے کی تدبیر کر رہی ہے مگر یہ حقیقت فراموش کر رہی ہے کہ وہ خود ہاری ہوئی پارٹی ہے جبکہ مولانا اور ان کی پارٹی اقتدار، اپوزیشن اور اسلامی نظریاتی کونسل کی صدارت وغیرہ جیسی ان گنت کامیابیاں پا چکی ہے۔ جماعت کی یہ خام خیالی ہے کہ وہ مولانا کی واپسی کو اپنی شرائط سے مشروط کر لے گی۔ مولانا کو بہت اچھی طرح معلوم ہے کہ ان کی کامیابیاں کسی بھی طرح ایم۔ایم۔اے کی مرہونِ منت نہ تھیں اور نہ آئندہ ہوں گی۔ انہیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ اپنی آزاد سیاسی پرواز پر ایم۔ایم۔اے کی قدغن لگالیں۔ وہ بذاتِ خود صاحب طرز سیاستدان ہیں وہ مذہبی سیاستدان ہو کر بھی زرداری جیسے گھاگ شخص کو جب چاہتے ہیں دیوار سے لگا لیتے ہیں اور اپنے تحفظات کی قدر کرا سکتے ہیں۔

رؤیت ہلال کمیٹی عید اور خصوصاً ہر عیدالفطر کے موقع پر سرکاری رؤیت ہلال کمیٹی ایک خواہ مخواہ کا فساد کھڑا کر دیتی ہے۔ طلوع وظہورِ ہلال عید کا تعلق جغرافیہ اور ریاضی سے ہے۔ رؤیت ہلال کمیٹی کے فاضل ارکان، دینیات و اسلامیات کے ماہر ہوتے ہیں جس میں جغرافیہ وریاضی کا عملاً کوئی دخل نہیں ہوتا۔

گویا نہ تو وہ چاند کے ماہانہ سفر اور مختلف منازل میں قیام کا دورانیہ اپنے علم سے معلوم کر سکتے ہیں اور نہ ریاضی کے اصول پر اس کے ظہور کا حساب کر سکتے ہیں۔ جبکہ یہ کام محکمہ موسمیات میں بیٹھے علمائے جغرافیہ اور ماہرین فلکیات آلات کی مدد اور رصدگاہی مکاشفات کی روشنی میں کیا قمری اور کیا شمسی حوالے سے ہر سال کی پوری تقویم پہلے ہی بتا دیتے ہیں یہ حساب اتنا درست اور منضبط ہوتا ہے کہ اس میں خلل کا کوئی احتمال ہی نہیں ہوتا۔ یہ حساب تو ہندو جوتشی صحت سے تیار کر کے چندرماں کے ظہور کا دن اپنی پوتھیوں اور جنتریوں میں لکھ دیتے ہیں جس میں کبھی خلل واقع نہیں ہوا۔

ہماری کمیٹی کے علماء قانون شہادت کا اطلاق نہایت غلط طریقے پر کرتے ہیں۔ علمائے پشاور کے نزدیک قابل قبول شہادت کراچی کے علماء کے نزدیک مردود ٹھہرتی ہے آخر کیوں؟ سو یہ ماننا پڑے گا کہ علماء کا